و شاعر کی اچانک وفات سے ایسا خلا پیدا ہوا ہے جس سے لوگوں نے کہنا شروع کر دیا ہے کہ آسمان علم و عمل کا ستارہ غروب ہو گیا۔

یہ صحافی اگر نوک قلم کو لائن قرطاس کے سپرد کرتے تو روانی سے لکھتے جاتے۔ خطبہ ارشاد فرماتے تو سامعین اس انہماک و محویت سے بیٹھتے جیسے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ شاعرانہ زبان استعمال کرتے تو شاعر حیرانگی سے اپنے منہ میں انگلیاں ڈال لیتے۔

ان کی شاعری کا نمونہ رباعی کی شکل میں پیش خدمت ہے۔ جو انہوں نے شیخ جمیل الرحمان رحمہ اللہ کی مرگ ناگہانی پر کہی تھی لیکن یہ رباعی کہنے والا خود اس کا مصداق بن گیا۔

یہ خزاں کہاں سے آئی میرے کھلتے گلستان پر
مری آنکھ سے رواں ہیں مرے خون دل کے قطرے
یہ گرائی برق کس نے مرے بستے آشیاں پر
مرا دل ہے ٹکڑے ٹکڑے تیری مرگ ناگہاں پر

دعا ہے کہ اللہ عزوجل مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلی مقام سے نوازے۔ عزیز و اقارب اور ادارہ "الاعتصام" کو ان کا بہترین جانشین عطا فرمائے۔ آمین

نوجوانوں کو حضرت ابو درداءؓ کی نصیحت

ایک روز آپؓ بازار سے گزر رہے تھے۔ آپؓ نے دیکھا کہ چند نوجوان بازار میں بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے ہیں اور راہگیروں کو کنکھیوں سے دیکھ رہے ہیں۔ آپؓ نے انہیں تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

میرے بیٹو! مسلمان کا گھر اس کا قلعہ ہوتا ہے۔ اس میں وہ اپنی ذات اور نگاہ کو محفوظ رکھتا ہے۔ بازاروں میں بلاوجہ نہ بیٹھا کرو۔ یہ بیٹھک انسان کو غافل کر دیتی ہے اور اس کے کردار کو زبردست نقصان پہنچاتی ہے۔